(۲۲)

نظروں سے اوجھل بے عدلی کی چند شکلیں

ابوعبداللہ

(ہماراعزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم اللہ،الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

خالق نے دنیا کی زندگی کا پہیہ اسباب کے تحت چلایا ہے۔اسباب کی اس زندگی میں جینے کیلئے قوانینِ طبیعہ کے ساتھ ساتھ انسان کو اخلاقی قوانین کا پابند کیا ہے۔چنانچہ اس زمین پر زندہ رہنے کیلئے طبعی قوانین کے ساتھ ساتھ اخلاقی قوانین کو مظبوطی سے ملحوظ رکھنا ناگزیر ہے۔اخلاقی قوانین کی پامالی کا نتیجہ بدامنی،انتشار،فتنہ وفساد.....کے سوا کچھ نہیں۔

اخلاقی قوانین کی بنیاد: تمام اخلاقی اقدار کی بنیاد جس پیمانہ پر رکھی گئی ہے اسکا نام ''**عــدل**'' ہے۔اسی پر کائنات کا نظام رواں دواں ہے۔یہ وہ تقاضا ہے جس کی ہدایت انسان کے من میں اسکی تخلیق کے ساتھ ہی ودیعت کردی گئی ہے۔انسانیت کو اسی پیمانے پر آزمایا جارہا ہے کہ کون عدل پر کاربند رہتا ہے اور کون ظلم پر۔جس کی زندگی عدل وانصاف سے خالی ہے وہ ہر خیر سے محروم ہے۔

عدل کا معنی: عدل کا مطلب برابری اور انصاف ہے۔یعنی ہر چیز کو اس کی جگہ یا مقام پر رکھنے کا نام ''عدل'' ہے۔عدل کا متضاد''ظلم'' ہے جس کا مطلب ناانصافی یا حق تلفی ہے۔عدل وانصاف پر کاربند رہنے والا''عادل'' اور اسکے برعکس پر عمل پیرا ہونے والا''ظالم'' کہلاتا ہے۔مزید یہ کہ عدل سے نیچے''ظلم'' ہے اور عدل سے اوپر''احسان''یعنی حق سے زیادہ دینا ہے۔

بے عدلی کی جانی پہچانی شکلیں: بے عدلی کی کچھ اعلانیہ شکلیں تو وہ ہیں جنہیں لوگ بطورِ ظلم جانتے پہچانتے ہیں اور انہیں ظلم قرار دیتے ہیں۔اگرچہ ظلم کی یہ شکلیں بھی اب اتنی عام ہوچکی ہیں کہ انہیں بھی معمولی سمجھا جانے لگا ہے،جیسے:

شرک،قتل وغارت، چوری ڈاکہ، جادوٹونہ، جائیداد ہڑپ کرنا، بدکاری کا ارتکاب، امانت میں خیانت،رشوت،بدکلامی گالی گلوچ.........وغیرہ۔

اگرچہ یہ کبائر بھی اب عام ہیں،لیکن پھر بھی مسلمان انہیں کم ازکم غلط ضرور سمجھتے ہیں۔لیکن اسکے علاوہ بے عدلی کی بہت اور شکلیں بھی ہیں جو ہمارے معمول کا حصہ بن چکی ہیں جنہیں غلط بھی نہیں سمجھا جاتا۔انہیں کی نشاندہی کرنا اس تحریر کا بنیادی مقصد ہے۔

نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں: کیا مذہبی کیا غیر مذہبی ، بے عدلی کی بہت سی شکلیں ہماری معمول کی زندگی کا حصہ بن کر گھمبیر نتائج کا موجب بن چکی ہیں۔ان میں سے چند ایک ملاحظہ کریں:

(۱)۔عہدو پیمان کی عدم پاسداری، (۲)۔بات بات پر جھوٹ بولنا، کاروبار میں جھوٹی قسمیں کھانا، (۳)۔دھوکہ بازی سے کام لینا، بالخصوص میاں بیوی کا باہم ایک دوسرے کے ساتھ فیئر نہ ہونا، (۴)۔خلوت اور جلوت کا ایک نہ ہونا، (۵)۔لینے اور دینے کا معیار ایک جیسانہ ہونا، (۶)۔ملاوٹ، ناپ تول میں کمی کرنا، (۷)۔مرد عورت کا اختلاط، (۸)۔غیبت، تکبر اور حسد کرنا، (۹)۔دوران تقسیم خود اچھی چیز رکھنا دوسروں کو گھٹیا دینا، (۱۰)۔خواتین کو حق وراثت نہ دینا، (۱۱)۔دوسروں (بالخصوص غربا و مساکین) کی عزت پامال کرنا، (۱۲)۔ملکی قوانین کا لحاظ نہ رکھنا، (۱۳)۔عہدہ واختیارات کا غلط استعمال، (۱۴)۔سرکاری چیزوں کا ناحق ذاتی استعمال، (۱۵)۔دین کی خدمت کے نام پر دوسرے فرقوں کی مساجد پر قبضہ کرنا، (۱۶)۔سرکاری ملکی املاک (عمارات، دفاتر، سڑکیں، فٹ پاتھ، پارک، ٹرانسپورٹ، مشینری.....) بے رحمی سے بے دریغ استعمال کرنا، اسراف وتبذیر سے کام لینا، ان کی کیئر (Care) نہ کرنا۔(۱۷)۔ڈسٹ بن کے استعمال کی بجائے جگہ جگہ گند ڈالنا، (۱۸)۔دورانِ سفر روڈ پر کوڑا کرکٹ پھینکتے جانا، (۱۹)۔پبلک واش روم کے استعمال کے بعد پانی نہ بہانا، انکی صفائی ستھرائی کا حق ادا نہ کرنا، (۲۰)۔گھریلو ملازمین کا خون نچوڑنے کی کوشش کرنا، انہیں اجرت پوری نہ دینا اور وقت پر تنخواہ دینا۔دوسری طرف گھریلو ملازمین کا کام چوری کرنا، کام میں ڈنڈی مارنا.......... وغیرہ۔

ظاہری بات ہے، ان حالات میں نہ کوئی گھر چل سکتا ہے، نہ کوئی ادارہ اور نہ ہی کوئی ملک ومعاشرہ۔اس صورت حال کا نتیجہ بالآخر زوال، ذلت اور عدم استحکام کے سوا کچھ نہیں، جسے ہم سب بھگت بھی رہے ہیں۔

بھنور سے نجات کا حل؟

اس ضمن میں اب سب اہم بات یہی ہے کہ اس گھمبیر صورت حال سے نجات کا حل کیا ہے؟ اس سیلاب کے آگے بند کیسے باندھا جاسکتا ہے؟

اس بھنور سے نجات کے کئی نسخے ہیں، لیکن سب سے کارگر حل تو حقیقی ایمان پر آنا اور اخروی محاسبے اور انجام کا ڈر ہی ہے۔

حقیقی ایمان ۔نجات کا اصل حل

ایمان محض کسی اصطلاح کا نام نہیں بلکہ یہ ایک زندہ حقیقت ہے۔اگر قرآن کی بنیاد پر حقیقی ایمان نصیب ہوجائے تو یہ (Automatically) اندر سے اپنے عظیم تقاضے پیدا کرتا ہے، زندگی پر عظیم اثرات مرتب کرتا ہے۔حقیقی ایمان کی موجودگی میں انسان میں ودیعت کی گئی ''نفس لوّامہ'' یعنی ملامت کی حس جاگ اٹھتی ہے، ضمیر زندہ ہوجاتا ہے۔جو ہر قسم کی نافرمانی اور بےعدلی پر شدید ملامت پیدا کرتا ہے۔ایمان اگر صحیح حالت میں نہ ہو، کمزور ہو یا مردہ ہو تو دین اور اخلاق وایمان کے حوالے سے انسان بے حس ہوجاتا ہے، ضمیر مرجاتا ہے۔اسکے برعکس سچے اہل ایمان کے قلوب میں اللہ تعالیٰ ایمان کا نور داخل کرتا ہے جو صالحات پر رغبت جبکہ معاصی پر نفرت پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے، جیسا کہ پروردگار نے فرمایا:

﴿وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ o فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ o﴾ (سورۃ الحجرات:49: آیت:7-8)

''لیکن اللہ نے تمہارے سامنے ایمان کو محبوب بنایا اور اس کو تمہارے دلوں میں کھبا دیا اور کفرو فسق اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں مبغوض ٹھرایا۔یہی لوگ ہیں جو اللہ کے فضل وانعام سے راہ راست پانے والے بنے۔اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور بڑی حکمت والا ہے۔''

پس! بداخلاقی کے مذکورہ بھنور سے نجات کا اصل حل قرآن کی بنیاد پر بننے والا حقیقی ایمان ہی ہے جو ہمارے قلب وذہن کو خالق کے علاّم الغیوب ہونے کے پختہ تصور سے آراستہ کرکے حقیقی تقویٰ کی دولت سے مزین کرکے جلوت اور خلوت ہر جگہ مذکورہ ایمانی واخلاقی قباحتوں سے نجات دلا کر انفرادی، خاندانی اور معاشرتی..... ہر سطح پر عدل واحسان اور امن وعافیت کی بہاریں لانے کا باعث بن سکتا ہے۔حقیقی ایمان سے بہرہ مند خوش نصیب دانستہ طور پر نہ تو ایک روپیہ کسی کا ہتھیا سکتا ہے اور نہ ہی لاکھوں کروڑوں، کیونکہ حقیقی ایمان بددیانتی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔پس اہل اسلام کی

مذکورہ اخلاقی گراوٹ اس حقیقت کی عکاسی کرتی ہے کہ ہمارا ایمان کتاب اللہ کے مطابق نہیں۔
اس ضمن میں قرآن حکیم کی روشنی میں ایمان واخلاق کے حوالے سے درج ذیل خرابیوں کی اصلاح ہوگی تو حقیقی ایمان کی بدولت مذکورہ بھنور سے نجات کی سبیل نکل پائے گی:

(۱)۔ گناہ کے ارتکاب، توبہ اور اللہ کے بخشنہار ہونے کے غلط تصور سے نجات، (۲)۔ پورے دین (ایمانیات، عبادات، اخلاقیات، معاملات اور معاشیات) پر کاربند ہونے کی بجائے جزوی دین کو اختیار کرنے (عبادات یا اخلاقیات) پر نتائج سے آگاہی۔

قرآن سے دوری کی بنا پر ''جزوی اسلام کو اپنانا اور توبہ اور اللہ کے بخشنہار ہونے کا غلط تصور'' مسلمانوں کو لے ڈوبا ہے۔ صرف دنیا کی ذلت ہی نہیں بلکہ اخروی لافانی زندگی بھی اس غلط تصور کی وجہ سے تاریک ہوگئی ہے۔

اگر آپ واقعتاً بچنا چاہتے ہیں تو ان خرابیوں سے نجات کیلئے دیکھئے ہماری تحاریر:

(''جزوی اسلام کا نتیجہ''، ''توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ''، ''امت مسلمہ کا اخلاقی زوال'')

اس یقینی حل کی نشاندہی کے بعد اب دیگر ذرائع جو اس بھنور سے نجات کا موجب بن سکتے ہیں، پیش خدمت ہیں:

دیگر حل

(۱)۔ بے عدلی وبددیانتی پر قرآن وسنت کی تنبیہات سے آگاہی حاصل کرنا، (۲)۔ حکومتی سطح پر عدل و انصاف پر ٹھوس قوانین کا اطلاق، اور (۳)۔ ماحول اور کلچر (Culture) کی تبدیلی۔

انکی مختصر وضاحت پیش خدمت ہے:

(۱)۔ بے عدلی پر قرآن وسنت کی تنبیہات

بے عدلی، ناانصافی یعنی ظلم وزیادتی کی راہ پر چلنا کتنا بڑا خسارہ ہے؟ بطور عبرت چند دلائل ملاحظہ کریں:

عدل واحسان کا حکم: اللہ کا حکم ہے کہ زندگی بے عدلی نہیں بلکہ عدل واحسان پر بسر ہونی چاہیے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ ﴾ (النحل۔90:16)

''یقیناً اللہ تمھیں حکم دیتا ہے عدل اور احسان کا''

ظلم کا نتیجہ: بروز قیامت ظلم کا نتیجہ یوں نکلے گا:

﴿ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ o﴾ (المومن:40: آیت:18)

''اور انہیں قریب آنے والے دن سے ڈرا دو جبکہ دل غم سے بھر کر گلوں کو آرہے ہوں گے اور ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی سفارشی جس کی بات قبول کی جائے۔''

عہد و پیمان کی پامالی کا نتیجہ: امانت داری اور عہد و پیمان کی پاسداری کا لحاظ نہ رکھنا دین کی رُو سے کس قدر خسارے کا باعث ہے، لاحظہ کیجئے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لادین لمن لا عهدله)). ''اس کا کوئی دین نہیں جس میں عہد و پیمان کی پاسداری نہیں۔''

((لا یمان لمن لا امان تله)). ''اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہیں۔''

(مسند احمد، ابن خزیمہ، سندہ حسن)

عہد و پیمان: لین دین، تجارت، خرید و فروخت، باہمی میثاقات، نوکری، ملازمت، نکاح وغیرہ میں طے شدہ شرائط وضوابط کو ملحوظ رکھنے اور امانت داری کی پاسداری کے بغیر کوئی گھرانہ، کنبہ قبیلہ اور معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی لئے پروردگار نے عہد و پیمان کی پاسداری اور امانت داری کو اہل ایمان کی بنیادی صفت قرار دیا ہے، فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ o﴾ (سورۃ المومنون:23: آیت:8)

''وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کی حفاظت کرتے ہیں۔''

باطل طریقے سے مال بٹورنے اور ناحق قتل کا نتیجہ: ارشاد ہوا:

''اے اہل ایمان باہم آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ۔ مگر یہ کہ ہو لین دی تمھاری باہم رضامندی سے، اور اپنے آپ کو قتل مت کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے۔ اور جو کرے گا ایسے کام زیادتی اور ظلم والے تو عنقریب جھونکیں گے اسے بڑی آگ میں اور یہ کام اللہ پر بہت آسان ہے۔'' (سورۃ البقرہ:83)

باطل طریقے سے مال کھانے سے مراد: دھوکہ، فریب، جعل سازی، ملاوٹ، جوا، سود وغیرہ ہیں۔
اور وراثت ہڑپ کرنے کا انجام یوں بیان ہوا:

﴿وَ مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوۡدَہٗ یُدۡخِلۡہُ نَارًا خَالِدًا فِیۡہَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴾(النساء:4:آیت:14)

''اور جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے (جیسے وراثت ہڑپ کرنا) اور اسکی مقرر کردہ حدوں سے تجاوز کرے اسے وہ (اللہ) ڈال دے گا جہنم میں، جس میں وہ رہے گا ذلت آمیز عذاب میں۔''

رسول اللہ ﷺ نے بھی خبردار کیا:

''جو شخص وارث کو میراث سے محروم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ بروز قیامت اسکو جنت کی میراث سے محروم کر دے گا۔'' (ابن ماجہ، باب: وراثت میں ظلم:2703)

<u>اخلاقی بے عدلی کی موجودگی میں عبادات کام نہ آئیں گی:</u> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہوں نہ کوئی سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (نہیں بلکہ) میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو بروز قیامت نماز روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن وہ اس حال میں آئے گا کہ کسی کو اس نے گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان تراشی کی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا پیٹا ہوگا۔ چنانچہ ان تمام مظلومین کو اسکی نیکیاں بانٹ دی جائیں گی۔ اگر اسکی نیکیاں ختم ہوگئیں قبل اس کے کہ اسکے ذمے (ابھی) دوسروں کے حقوق واجب الادا ہوں، تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (مسلم، البر واصلہ، رقم:2581)

معلوم ہوا عبادات کے ساتھ ساتھ معاملات کو سنجیدہ لینا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اگر معاملات بے عدلی پر ہوئے تو ٹوپی، پگڑی اور نمازیں کسی کام نہ آئیں گی۔

<u>ظلم اندھیروں کا باعث:</u> رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ظلم کرنے سے بچو اسلئے کہ ظلم قیامت والے دن اندھیروں کا باعث ہوگا۔''

(مسلم البر والصلہ والادب،رقم:2582)

مسلمان کون؟: وہ مسلمان کیسا جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسروں کی حق تلفی ہو۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

(مشکٰوۃ:33،ترمذی،نسائی)

یعنی جس سے دوسرے محفوظ نہیں وہ مسلمان کیسا.....!بہت فکر کی ضرورت ہے۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے،وہ نہ اسکی خیانت کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے بے سہارہ چھوڑتا ہے۔ایک مسلمان کی عزت،اسکا مال اور اسکا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔''(ترمذی البر والصلۃ:1927، بخاری ومسلم)

افسوس کہ آج مسلمان دوسرے مسلمانوں کی عزت،مال اور جان کے درپے ہو گئے ہیں۔ان حالات میں مسلمانی کیسی؟

حق تلفی سے ڈر جائیں: رسول اللہ ﷺ نے انتہائی خوفناک خبر دی:

''جس نے کسی مسلمان آدمی کا حق قسم کے ذریعے سے قطع کر لیا(ناحق لے لیا)یقیناً اللہ نے اس پر جہنم کی آگ واجب اور جنت حرام فرمادی۔ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول چاہے وہ تھوڑی سی چیز ہو؟فرمایا:اگرچہ پیلو کے درخت کی ایک شاخ ہی ہو۔''

(مسلم،الایمان،رقم:137)

اس ضمن میں مزید تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (حقوق العباد)

(۲)۔حکومتی سطح پر عدل وانصاف پر ٹھوس قوانین کا اطلاق

حکومتی سطح پر عدل و انصاف پر ٹھوس قوانین کا اطلاق اور محاسبہ(Accountability)بھی اس گھمبیر صورتِ حال سے نجات کا بڑا موثر ذریعہ ہے۔غیر مسلم اقوام کو جب یہ بات سمجھ آ گئی کہ دیانتداری کے بغیر انکی بقا نہیں،تو انہوں نے اپنی بقا کیلئے کڑوا گھونٹ پیتے ہوئے بلا استثنا''قانونِ

عدل"، کو حقیقی معنوں میں اپنی اقوام پر لاگو کر دیا ہے۔ اگر چہ مسلمانوں کیلئے انکا معیار مختلف ہے، لیکن کم از کم اپنی بقا کیلئے انہوں نے اپنے معاشروں پر عدل وانصاف پر ٹھوس عدالتی نظام قائم کر کے زمین پر رہنا اپنے لئے آسان کر لیا ہے۔

لیکن افسوس کہ ہمارے پاس تو اللہ اور آخرت پر ایمان بھی تھا، اسکے باوجود بھی ہم بری طرح سے ہلاک ہو گئے ہیں۔! جسکی لاٹھی اسکی بھینس والا قانون کتنی دیر تک چل سکتا ہے؟ پہلے تو ہر لاٹھی والا اپنے آپ کو بچانے کیلئے دوسروں کو نشانہ رہا تھا لیکن اب ملک سمیت ان کا اپنا وجود بھی نہیں بچ پا رہا۔ یہ حقیقت ہے کہ: کفر کے نظام سے تو معاشرہ چل سکتا ہے، لیکن ظلم وناانصافی سے نہیں۔!

(۳)۔ماحول اور کلچر (Culture) کی تبدیلی

تیسری چیز جو اس بھنور سے نجات کا موجب بن سکتی ہے، وہ ماحول اور کلچر کا موزوں (Suitable) ہونا ہے۔ ماحول اور کلچر کے معاشرے پر بہت گہرے اثرات ہوتے ہیں۔ کلچر معاشرے کو ڈرائیو کرتا ہے۔ لوگوں نے اُسی طرح عمل (Act) کرنا ہے جس طرح کا کلچر ہو گا۔ اگر کلچر درست ہو جائے، صحیح سمت پر استوار ہو جائے تو مذکورہ اخلاقی برائیوں سے کافی حد تک چھٹکارہ مل سکتا ہے۔ خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ اگر لوگوں کی اکثریت مہذب ہے اور نظم وضبط سمیت دیگر اخلاقی اقدار کا خیال رکھ رہی ہو تو، پھر چند غلط غیر مہذب لوگوں کو بھی اپنی اصلاح کرنی پڑ جاتی ہے۔

ماحول اور کلچر کی تبدیلی کیلئے ہر ایک کو ذمہ داری کا احساس پیدا کرنا ہوگا اور بالخصوص سربراہانِ مملکت، اداروں، کنبوں، قبیلوں اور خاندانوں کے سربراہ افراد کو مثال بننا ہوگا۔ آگاہی کیلئے پبلسٹی، اشتہارات، بینرز، لیکچرز..... کا سہارہ لینا پڑے گا۔ جب ہم سب فیصلہ کر کے اپنے آپ کو بطور مثال پیش کریں گے، تو انشاءاللہ راستہ نکل آئے گا۔

اگر ہم اپنی آخرت بچانے کے ساتھ ساتھ زمین میں امن وعافیت سے رہنا چاہتے ہیں تو پھر اسکا حل آپکو بتلا دیا گیا ہے۔ آئیں ہم دوسروں کو دیکھنے کی بجائے تبدیلی کا آغاز اپنے آپ سے کرتے ہوئے، اپنی اپنی ذمہ داری نبھا کر اپنی دنیا وآخرت بچالیں۔ اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ (آمین)

سچی سُچی رہنمائی (Pure Guidance)

پمفلٹ (Pamphlets)

عام لوگوں کیلئے اہم موضوعات پر ضخیم تحاریر کی بجائے پمفلٹ کی شکل میں زندگی تبدیل کرنے والی مختصر تحاریر

دین کی اصل	2	ہماری حقیقت (نفس اور روح)	1
ہدایت پر ضروری معلومات	4	ایمان کی مختلف حالتیں	3
تطبیق: ہدایت کیلئے ناگزیر	6	اصل اور جواز	5
قرآن فہمی کی اہمیت	8	قرآن سے رہنمائی پر ایک بڑی غلط فہمی	7
توبہ اور بخشش کا قرآنی ضابطہ	10	جزوی اسلام کا نتیجہ	9
قلب کی حالتیں	12	قتلِ ناحق (ایک بڑی غلط فہمی کا ازالہ)	11
ابدی زندگی کی حسرتیں	14	اخروی زندگی کی جھلک	13
جہاد (زیرِ تحریر)	16	فریضہ دعوت و اصلاح	15
زندگی کیا ہے؟	18	انفاق فی سبیل اللہ	17
تزکیہ و تقویٰ	20	موت کو دریافت کرنا	19
نظروں سے اوجھل بے عدلی کی شکلیں	22	سکون کے ذرائع	21
اختلاط: نوجوان نسل کیلئے بڑی آزمائش	24	خضاب کی شرعی حیثیت	23

﴿آئیں دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے پیغام حق کی کاوش کو دوسروں تک پہنچانے میں تعاون کریں﴾

نوٹ: دیانتداری سے کوشش تو پوری کی گئی ہے کہ سچائی کو واضح کیا جائے۔ لیکن انسانی کاوش خطا سے پاک نہیں۔ اسلئے جو بھی کوئی خطا ہوئی ہوگی تو وہ دانستہ نہیں، بلکہ سہواً ہوئی ہوگی۔ لہٰذا اگر کہیں کوئی کمی بیشی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔